
THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UN TO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جلد ۱۰ — نمبر ۱۴

مضامین غیر

مورخہ ۲۸ ر اکتوبر ۱۹۲۷ء

غزل

(از خامۂ جناب منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف بمشاعرہ کانپور)

نالہ کش بھی ہوں تو فقط لطف؛ سخن بیداد بھی — غالباً عشق کے خارشت بھی ہے اور بھی

انکو جاتی ہو گئی محفل میلاد بھی — جو تبرک بھی لیا کرتے ہیں اور پرشاد بھی

سایہ کی صورت رقیب ان کے ہے ساتھ ساتھ — ہے انھیں کے دم سے پیچھے یہ سگ ہمزاد بھی

کرتے ہیں گلزار کو آگ۔ آگ کو گلزار یہ — حسن والے ہیں گلزار بھی نشتہ اور بھی

دختِ رز کے ساتھ ان سب کا تعلق ہو گیا — سنتے ہیں پیر مغاں تیرے ہیں گھر داماد بھی

دیکھ کر تصویر میں انکار ہے ان کی کمر — دیکھیے اپنی بھی چپت ہو گیا بہزاد بھی

کاٹ کر نیا نکالی دودھ پینے کی سبیل — جیسے بی شیریں کی انا تھے میاں فرہاد بھی

مردہ شادی؛ غمی شہد میں کا آنا فرض ہے — تعزیت بھی آکے دینگے مبارکباد بھی

شعر گوئی نے بنایا ہے ظریف آوارہ گرد
کانپور آئے تو اب جائیں الہ آباد بھی

شکم خالی، فقیروں کی صدا

جب ڈکارا شاہ کی جھولی خالی ہو گئی اور بغل تھیلی کی حاجت ہوئی تو انھوں نے ہاتھ میں جھنڈا لیا، گلے میں جھولی ٹانگی، شکم خالی فقیر فقرا کا جھنڈا ساتھ لیا، اور ملک کے دورے کے لیے چل کھڑے ہوئے۔ انھوں نے لنکا پر چڑھائی کی، اودھ آگئے، بنگال پہونچے، پنجاب میں پھرے، آسام میں اترے غرض یہ ہے کہ کوئی جگہ نہ چھوڑی۔ ان کی صدا اور ان کے ساتھیوں کی جوابی صدا یہی تو ہے:-

ڈکارا شاہ	دودھ ملیدا!
سب فقرا	اللہ ہی دے گا
ڈکارا شاہ	باؤ بھر آٹا!
سب فقرا	اللہ ہی دے گا
ڈکارا شاہ	تن کو کپڑا!
سب فقرا	اللہ ہی دے گا
ڈکارا شاہ	تانبے کا پیسہ
سب فقرا	اللہ ہی دے گا۔

مقطع کا بند:-

دے گا دلوائے گا اس کا نفع ابن سعود سے پائے گا

حسن عزیز

ہرکارہ ڈیپوٹیشن

مولوی ہرکارہ۔ بھائیو! وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ میں نری کم سن تار پیڑ لہٰذا جو کوئی مجھ سے بولے تو زبان سنبھال کر، گلا پھاڑ کر، ورنہ اپنی ڈیڑھ انگل کی زبان بتیس دانتوں میں بند رکھے۔

مولوی فوّارہ۔ اجی مولانا ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ جب پارسال آپ گئے تھے تو ٹھہرے کہاں تھے؟ کس کے مہمان ہوئے تھے۔

مولوی ہرکارہ۔ ارے بھائی خدا دے اور بندہ لے وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ جا رہے تھے آگ لینے اور مل گئی پیمبری کجا ہندوستان کجا جدہ یہ بھی خدا کی شان تھی کہ ہمارا رزق امیر علی کے یہاں اتر گیا تھا۔ اپنے پیر نجد حضرت ابن سعود خلد اللہ جلالہ و کمالہ کی زیارت کرنے جاتے تھے تو جدہ میں مل گئے امیر علی۔ انھوں نے راستہ کے خطرات سے ہمیں آگاہ کیا کہ نجد میں گرمی بہت پڑتی ہے، کھانے کو کچھ نہیں ملتا، آب و ہوا بھی اچھی نہیں ہے، اس سے بہتر ہے کہ جدہ میں رہو۔ امیر علی کے صحیح الفاظ یہ ہیں اے برادر ہندو۔ ارے نہیں نہیں وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ ہندی، کہا تھا۔ کہاں جاتے ہو تم بیچ وقت ایسے کہ جگہ نہیں ہے

تجویز جناب منصف صاحب بہادر ضلع مرزاپور

سمن بغرض انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قواعد ۱ و ۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء)

نمبر مقدمہ ۱۸ / ۴ سنہ ۱۹۲۷ء

بعدالت منصفی مقام و ضلع مرزاپور

ابو بھجن نرائن و مری نرائن و [illegible] و بالگوبند پسران [illegible] دوار کا پرشاد مالکان دوکان مہاشیو دین برادران ساکن محلہ [illegible] شہر مرزاپور — مدعی

بنام

بھیرو پرشاد و دیگر پسران [illegible] مالکان دوکان دیبی دین [illegible] ساکن [illegible] تحصیل و ضلع الہ آباد مدعا علیہ
[illegible] و دیگر [illegible] مالکان دوکان [illegible]

ہرگاہ مدعیان نے تمہارے نام ایک نالش [illegible] کی ہے لہٰذا تمکو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ [illegible] سنہ ۱۹۲۷ء وقت ۱۰ بجے دن مقام [illegible] حاضر ہو اور [illegible] جو مقدمہ کے حالات سے واقف کیا گیا ہو اور [illegible] مسئلہ متعلق مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو کہ جو ایسے سوالات کا جواب دے سکے حاضر ہو اور جواب دہی دعویٰ کی کرو۔ اور ہرگاہ وہ تاریخ جو تمہاری حاضری کے لیے مقرر ہوئی ہے انفصال قطعی مقدمہ کے لیے تجویز ہوئی ہے [illegible] گواہوں کو جن کی شہادت پر تم [illegible] کرنا چاہتے ہو پیش کرو۔ تمکو اطلاع دی جاتی ہے کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

بثبت میرے دستخط اور مہر عدالت کے آج بتاریخ ۲۶ ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۲۷ء جاری کیا گیا۔

مہر عدالت — بدستخط حاکم [illegible] انگریزی

وائننگ ریل گاڑی جو ہوچار دست تمیں بجا کر پیچ ڈبے فرسٹ کلاس کے اور وہاں سوفرنہ کھائے کو برت ۔ نہ پینے کو لیمونیڈ وسوڈا ۔ بس فسخ کرو ارادہ اپنا اور آرام کرو آرام کرنا اندر مہمان خانے میرے کے جہاں نہیں لگے کھانے انواع واقسام کے جیسے کہ نہ کھائے ہونگے تم نے بیچ سوانح اپنے کے اور دیکھو تماشا لڑائی کا ۔ پس ہم انکے مہمان ہوگئے ۔ ہم نے بھی جی میں یہی سوچا کہ کہاں مارے مارے پھریں گے دھوپ میں ۔ اس سے وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ بہتر یہی ہے کہ اسی جگہ رہیں اور یہیں بیٹھے بیٹھے حالات کی تحقیقات کرکے وہی رپورٹ مرتب کریں جس کی سُرخی ہو برائے ملاحظہ مسلمانان ہند" ۔ غرض ۔ وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ جب ہندوستان چلیں گے تو دیکھا جائے گا ۔ جو کوئی پوچھے گا کہ یا حضرت جاتے کہاں تھے اور کدھر رم گئے تو پھیکا سا جواب ۔ کہ بھئی ہم کیا کریں وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ نامعقول امیر علی نے ایک انچ آگے نہیں بڑھنے دیا اور جب ہم نے اس سے کہا کہ ادھر سے نہ جانے دو گے تو ہم مصر کے راستے سے جائیں گے تو اس نے کہا ہم وہیں تمہارا تعاقب کرکے سمندر میں دھکیل دیں گے ۔ بس ہم بزرگوں کی جان کو رو کر وہیں بیٹھ رہے ۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کرتے تو کیا کرتے ۔ البتہ ! اگر جھوٹ مانو تو مولوی قصور وارا سے پوچھ دیکھو وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ پلاؤ زردہ قورمہ فیرنی کباب کے خوان کے خوان کس طرح ہمارے واسطے امیر علی کے مطبخ سے چلے آتے تھے اور ہم خدا کا شکر ادا کرتے تھے کہ اس نے ایسے گدھوں کو بھی بھوکا نہیں رکھا وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ ترکال



ایں مادہ خرارچہ بے تمیز است

کھلایا مولوی قصور وارا ۔ بڑے مزے لے لے کر کھاتے اور سفید داڑھی کے لشپی تولیے سے ہاتھ پونچھتے تھے ۔

مولوی فوارہ ۔ اچھا اب پُرانا کھیڑا چھوڑو ۔

مولوی ہرکارہ ۔ ارے یار ذرا سُن تو ۔ یہ بنیے کہہ رہا ہے کہ میں بکتا بہت ہوں ۔ لے تجھے قسم ہے ذرا تو سُن لے ۔ ارے بھئی امیر علی نے اتنی عزت کی کہ ہم پھولے نہ سماتے تھے ۔ اس نے ہمیں ہندوستان کا بادشاہ سمجھ لیا تھا اور سمجھا تھا کہ شکم خالی کمیٹی آجکل یہاں کی حکمران ہے اور ہم اسکے ایلچی ہیں وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ ہماری شیرخوانی کے بند آٹھ مرتبہ چٹ چٹ ٹوٹ گئے تھے اتنی ہیں

خوشی ہوئی تھی !

مولوی فوارہ ۔ اونہہ گزشتہ را صلوات ۔ اب یہ بتائیے کہ آئندہ جو وفد بنایا جانے والا ہے وہ کیا جھک مارے گا ۔ اور میں تو عربی وربی جانتا ہی نہیں ہوں وہاں کیونکر گفتگو کروں گا ۔ حسن نظامی نے اخبار میں لکھوا کے اور اپنے دستخطوں سے بتایا ہے کہ شیخ نجد بڑا عربی کا فاضل ہے ۔ ہائے اللہ ! مولوی خدمت گارا ۔ ارے بھائی میں تو بھی تیرے ساتھ چلنے والا ہے ۔ میں تیرا پرائیوٹ سکتری بنتا ہے

کہ نہیں ۔ بس میں تو اپنی زبان سے تیرے خیالات ادا کر دیتا ہے ۔ میں تو سکول میں عربی پڑھی بھی پھر حیدرآباد کی پاگاہ میں عربوں سے گفتگو کیا ان ہی عربوں سے جو سر پر ایک سفید چندی لپیٹ کر راستہ راستہ گلی گلی پیسے کا سوال کرتے پھرتے ہیں ۔ میں تو وہاں حضرت پیر نجد سے فر فر گفتگو کر لیتا ہے ۔

مولوی شکر پارہ ۔ بحمداللہ میرے مضامین کا ترجمہ تمام ممالک مشرقیہ و مغربیہ میں ہو چکا ہے میں نے بھی قبوں اور مزارات کے انہدام کے جواز میں اتنی کوشش کی ہے کہ کوئی کیا کرے گا ۔

مولوی ہرکارہ ۔ ایں ۔ ایں ۔ تو دے ۔ ہاں ہاں واہ واہ ۔ وہی جو کہتے ہیں بھلا سا نام کہ حضرت ابن سعود آپ کو اپنی گود میں نہ بٹھالیں تو کہنا ۔ ارے بھئی آپ کی تحریرات نے بڑا جادو کا کام دیا ہے ۔ جزاک اللہ جزاک اللہ فی الدارین ۔

جب اتنی گفتگو ہو چکی تو ارکان ہرکارہ ڈیپوٹیشن نے ہم آہنگی سے کہا :۔

" یا اللہ شکم خالی کمیٹی کا بول بالا ہو ! یا اللہ اس کمیٹی کو دودھوں نہلا پوتوں پھلا جس نے ہمیں زیارت کے واسطے مالا مال کرکے بھیجا ہے ۔ یا اللہ جو ہمیں اور ہمارے ڈیپوٹیشن کو کھانا کھلائے تو اسکا پیٹ پھلا دے ۔ یا اللہ اس شجر کو ہمیشہ تر و تازہ رکھ اور اسکی شاخیں بڑھا تاکہ ہمیں ہمیشہ سیر و تفریح کا موقع ملتا رہے " ۔

بس پھر ڈیپوٹیشن جہاز پر لد گیا اور ساحل سمندر سے رفو چکر ہو گیا ۔

راقم

حسن عزیز

تفریق سبے کی آمد

دھوم دھامی جلسے کا حشر

(نمبر ۲)

بسلسلہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء

توفیق نا تحقیق کے محامد و فضائل مسٹر محمد علی اس طرح بیان فرما رہے تھے گویا وہ اپنے رفیق توفیق کے نیفے کی جوں ہیں یا ہمزاد اور سایہ کی طرح ہر فرضی سفر میں اُسکے ساتھ رہ چکے ہیں جب یہ منقبت خوانی ختم ہوئی تو حضرت توفیق اپنے مترجم کے ساتھ کھڑے ہوئے لوگوں کو آپکے مبارک حلیہ کی زیارت کا نہایت اشتیاق تھا دونوں پہلوؤں کی صف بادصف کوشش بلیغ صرف ریش فش کے چند بال جو رومال کے کھونپے سے باہر نکلے ہوئے تھے دیکھ سکی اور ہوئے لبست پر قانع ہو گئی۔ البتہ سامنے کے مجمع نے دیکھا کہ ایک گھسا ہوا پپیا منھ کھولے ہوئے کچھ کہہ رہا ہے تحت الحنک سے نکلی ہوئی داڑھی ٹھیک اُسی طرح ہل رہی ہے جیسے شکر خورے کی دُم بیٹ کرنے کے بعد۔ پچکے گال ہیں۔ گیہواں رنگت ہے اگر فی الواقع ترکوں نے ایسے بد قیافہ شخص کو فوجی کپتان کا عہدہ دیا تو شاید اُن سے زیادہ مردم ناشناس کوئی قوم نہوگی۔

الغرض ہمارے کپتان صاحب نے اپنی تقریر شروع کی اور صاحبان علم کو معلوم ہو گیا کہ حضرت بنے ہوئے عرب ہیں علامہ کا جو لقب انھیں دیا جاتا ہے وہ غلط ہے یہ ہرگز علامہ نہیں ہاں انکی ماں علامہ ہوں تو ہوں۔ لہجے میں لحن کجا اور خالص عرب کجا۔ تعلی اللہ کسی عرب کی زبان سے ہرگز نہیں نکل سکتا۔

آپ عربی میں ٹیسو مانگ رہے تھے اور آپکے ساتھی صاحب جو کچھ گھر سے رٹ کے لائے تھے دُہرا رہے تھے جہاں کہیں خود مقرر صاحب نے جوش ظاہر نہیں فرمایا وہاں مترجم صاحب اکثر آپے سے باہر ہوئے مثلاً مقرر تجت بنا ہوا کہتا تھا۔

"اول چنا تھی وال چنا وال چنچیں ہوئی"

تو مترجم صاحب سارے ڈیل سے فرماتے تھے:۔

"وال چنا تھی وال چنا وال چنے میں موری:"

وہ کاڑھے کی چادر کا بار بار کندھوں سے پھسلنا۔ وہ انگلیوں کا بلند ہونا اور گرنا۔ پنجاب تو سمجھے کہ اب مجمع سے "عق یعق" کی صدا بلند ہوگی مگر شکر خدا کہ اس کی نوبت نہیں آئی۔ دو چار جگہ سامعین تفصیل واقعہ کے خواستگار ہوئے مگر جناب صدر کے کوٹ کنا تھی تاج صدارت کی جنبش مغربی و شرقی نے انکاری حکم سنا دیا لوگ چپ ہوئے مگر چہروں پر اُسی وقت سے برہمی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ جیوں تیوں انکے ہذیانات مغرب کے وقت تک لوگ سنتے رہے دفعۃً موذن نے صدائے اللہ اکبر دی اور حاضرین و سامعین میں سے بعض نے کہا

"جاء الحق وزھق الباطل"

اسوقت تک آپ کی جو تقریر ہوئی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ فلاح دین و دنیا خلافت سے وابستہ ہے خلافت ہی ایک ایسی چیز تھی جسکے باعث تیرہ سو برس سے مسلمانوں کی ہستی دُنیا میں قائم و برقرار رہی مگر آج بھی خلافت زوال و ذلت کا سبب ہے اہل صلیب نے اس طاقت کے خلاف ایکا کر لیا اہل صلیب کا رخ ہمیشہ اسی طرف رہا جدھر خلافت نے رخ کیا آخر میں خلعت خلافت آل عثمان کو پہنایا گیا اور اہل صلیب نے انھیں صدمات پہونچائے۔ جب ترکوں نے دیکھا کہ اہل اسلام خلافت سے بے پرواہ ہیں غیروں کا ساتھ دیتے ہیں اور خلافت سے لڑتے ہیں تو انھوں نے بدول ہو کر عبائے خلافت اتار پھینکی۔ سلطنت توحید کے بانی سے ہاتھ دھو بیٹھے اور جمہوریت کا ولایتی جیسچرڈ انٹ لیا۔ ترکوں سے لڑنے والے مختلف ممالک کے مسلمان تھے مگر ان سب مسلمانوں سے زیادہ شریف حسین نے ترکوں کی عداوت پر مستعدی ظاہر کی اسنے اور اسکی اولاد نے مذہب میں رخنے ڈالے۔ ادھر ترکوں نے عبائے خلافت اُتاری اُدھر اس نے فوراً اپنے جسم پر ڈانٹ لی۔ حالانکہ اسپر ترکی حکومت کے احسانات تھے اس نے شہزادوں کی طرح قسطنطنیہ میں پرورش پائی۔ ترکوں نے اسے مکۂ معظمہ کی امارت عنایت کی مگر اس نے احسانات کی خس برابر پروا نہ کی۔ اور جنگ چھڑنے پر انگریزوں سے سانٹھ گانٹھ کر لی۔ مکۂ معظمہ کے حوالی میں جو ترکی عساکر تھے انھیں گھیر لیا۔ خانۂ کعبہ میں گولے برسائے۔ ترکوں پر وہ ظلم و ستم کیا کہ بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

یہ کہتا ہی تھا یہیں تک پہونچی تھی کہ صدائے اللہ اکبر نے خاموش رہنے پر مجبور کر دیا دیکھنے والوں نے دیکھا کہ ان حضرت کو اسوقت کی نماز بہت ناگوار ہے۔ تقریر قطع ہونے کے بعد کچھ لوگ وضو کرتے جاتے تھے اور کھسکتے جاتے تھے کیونکہ اس نے ہندوستانی مسلمانوں پر خوب ڈھکی ڈھکی چوٹ کی غیر ہندوستانی مسلمان تو دور تھے بے بس تھے مگر کیا ہم اس سے یہ نہیں پوچھ سکتے کہ جب شریف حسین ترکوں پر سختی کر رہا تھا تو یہ بھکوا ابن سعود کہاں سو رہا تھا اور اگر خلافت کے واسطے کوئی خلیفہ ضروری ہے تو مصطفیٰ کمال نے بھی اپنے خلیفہ کے ساتھ بغاوت کی وہ بھی ایک نوع کے باغی قرار پاتے ہیں۔ دوسرے نے کہا دیار عرب تو ہم نے بھی پڑھی ہے دس پانچ عربوں سے بھی بارہا گفتگو کی ہے گر صفت و موصوف کے توافق میں کبھی فرق نہیں پایا مگر انکی زبان سے ہر جگہ مطابقہ کو مفتوح سُنا یہ کیسا عرب ہے۔ تیسرے نے کہا عرب کے نام کے ساتھ "بے بے" بھی نہیں ہوتی یہ توفیق شریف بے کیسا؟ چوتھے نے کہا "بے" موخر ہو گئی ہے ورنہ در اصل یہ "بے توفیق ذات شریف" تھے۔ جب تک وضو تمام ہو سیکڑوں کھسک گئے۔ ایک صاحب یہ بحث چھیڑ دی کہ آخر مسٹر محمد علی کو یہ کیا سوجھی ہے۔ ڈبی اماں تک معاملہ تھا وہ ہندوستانی تھیں انکی بات چیت سمجھ میں آتی تھی۔ انکی ضعیفی کے دباؤ سے چندے کا دھندا خوب ترقی کرتا تھا مگر اس مرد شامی پر تو کوئی ترس کھانے والا دکھائی نہیں دیتا۔

دوسرے نے جواب دیا ارے ابھی دیکھتے نہیں ہو محمد علی صاحب کی عبا اُسی کاریگر کے ہاتھ کی بنی ہوئی ہے جس کاریگر نے شامی کی عبا بنائی ہے ہو نہ ہو یہ عبا محمد علی صاحب کو اسی شامی نے پہنائی ہے۔ پھر بھائی یہ تو شامی ہے! عبا کے دام یوں ہی وصول ہوں گے" "بی اماں" سے پیٹ کا دھندا چلتا تھا شامی نے تن ڈھنکا۔ اردو میں بھیک مانگ چکے اب عربی میں بھیک مانگتے ہیں۔

نماز ختم ہونے کے بعد اکھڑا ہوا جلسہ پھر جما شامی کی کتھا پھر شروع ہوئی۔ لوگ ساکت و صامت تھے اور شامی مہمان سفاہ و عام میں ابن سعود کی تعریفوں کا پھر پرا اڑا رہا تھا۔

"شریف حسین نے ترکوں پر مظالم کیے مگر ابن سعود نے خلیج فارس کی راہ ترکوں کو پہنچائی کمک جس سے رسد پہونچنے میں آسانی ہوئی۔ شریف نے ترکوں پر یورش کیا مگر ابن سعود ان سے نہیں لڑا چپکا بیٹھا تماشا دیکھتا رہا۔ حالانکہ ترکوں نے اُسکے باپ کو خاص اُسکے دار الحکومۃ رنجد میں قتل کیا تھا"

ایک ظریف دبی آواز سے بول اُٹھا۔

"بالکل جھوٹ ابن سعود کو باپ نصیب ہی کب تھا؟ وہ باپ والے کب سے ہو گئے"

بے توفیق صاحب نے فرمایا کہ حضرت سلطان ابن سعود کی قوت آل ہاشم سے بہت زیادہ ہے۔ اُنھوں نے صرف ارض مقدس کی تطہیر (یعنے استیصال بنی ہاشم) کے واسطے تلوار اُٹھائی ہے۔ اُنھوں نے انگریزوں سے جو معاہدہ کیا تھا اُسے چاک کر ڈالا؟ (حالانکہ عہد شکنی کفار سے بھی باجماع اُمت جائز نہیں جب تک کہ شرائط عہد پورے ہوتے رہیں۔ سنت رسول بھی یہی ہے دیکھو واقعات صلح و حالات فتح مکہ) کچھ قبے طائف میں ضرور گرائے گئے مگر یہ اُن کے بس کی بات نہ تھی۔ ہندوستانی اہل اسلام کو مجلس خلافت کی تائید کرنی چاہیے اور ایک مؤتمر اسلامی کی بنا ڈالنی چاہیے جس کی نشست مکہ معظمہ میں ہو جزوی مناقشات میں نہ پڑیں اور اپنی قوت کو منتشر نہ کریں تو بہتر ہے"

پیچیے صاحب اودان پر طرہ اگل چکا۔

مترجم صاحب بھی آٹا اُگل چکے۔ ہمدم سالنا بورڈ کی آواز مقبرہ شاہ سفاہ عام کے گنبد سے ٹکرا چکی۔ دو گھنٹے تک سامعین کے ضماغ کی عجلی ابن سعودی وائبریشن سے ایذا پا چکی۔ اب سلطان المینو سیلٹی حضرت چودھری خلیق الزماں کے اس وعدہ کے ایفا کا وقت آگیا کہ تقریر ختم ہو لینے دیجیے اسکے بعد آپ کو سوالات کی اجازت دیجائے گی۔ خواجہ کرامت علی صاحب نے نہایت تہذیب کے ساتھ مقرر سے یہ سوال کیا:

"حضور کی تقریر بالکل یکطرفہ اور مجمل ہے آپ نے دوران تقریر میں فرمایا تھا کہ میں شیخ سنوسی کے ہمراہ حج کرنے گیا تھا۔ براہ عنایت طائف اور مکہ معظمہ کے حالات بھی جو سُنے یا دیکھے ہوں بیان کر دیجیے۔" دوسرے شخص نے سوال کیا کہ بعض اخباروں میں حضرت سلطان کی نسبت انگریزوں سے پانچ ہزار پونڈ مشاہرہ پانے کی خبر درج ہے آپ کہتے ہیں کہ شریف حسین ترکوں سے لڑا مگر حضرت سلطان ترکوں کی اعانت کرتے رہے۔ کیا انگریزوں نے اپنے ترکی دشمنوں کی اعانت گوارا کر لی؟ کیا وہ انگریزوں سے اسی بات کی تنخواہ پاتے تھے کہ انگریزوں کے دشمنوں کی مدد کریں؟

یہ سوال لوگوں کی آوازوں میں اس طرح غائب ہو گیا جیسے آندھی کے تھپیڑوں میں دھواں۔ کیا معنے کہ عرب کا یہ عجیب الخلقت جانور جس کا تماشا بن دانوں دکھانے اور اہل لکھنؤ کو احسان مند بنانے مسٹر محمد علی تشریف لائے تھے جواب نہ دے سکا تو صدر صاحب گھبرائے اور اُنھوں نے اعلان فرمایا کہ اب محمد علی صاحب کی تقریر شروع ہوتی ہے۔ ساڑھے سات بج چکے تھے لوگوں کو پہلے ہی سے معلوم تھا کہ ساڑھے نو بجے کی ٹرین سے محمد علی صاحب روانہ ہو جائیں گے۔ آپ کی تقریر کوئی معمولی تقریر تو ہوئی نہیں۔ فرنگی محل کا ذکر ضرور ہوگا مولانا حسرت سے گلہ شکوہ ہوگا مشیر حسین قدوائی پر ملامت بھیجے جائیں گے ہمدم کے ایڈیٹر کو جالب القدوس کا لقب ملے گا عطیات ابن سعود کی تحصیل ہوگی۔ بے توفیق کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ مولانا شاہ سلیمان پھلواروی کی تذلیل ہوگی۔ اسپیچ نہیں الا جابیگ کا پارٹ ہوگا۔ پس ان بیکار کی باتوں میں کون اُلجھے۔

حاضرین جلسہ کی طرف سے انکاری صدا بلند ہوئی "محمد علی کی تقریر ہم نہیں سُنیں گے نہیں سُنیں گے نہیں سُنیں گے نہیں سُنیں گے۔ اب مولانا حسرت کی تقریر ہونی چاہیے" چلیے صاحب جھگڑا بپا شروع ہو گیا۔ حاضرین

بحکم جناب شیخ [illegible] صاحب بہادر بی اے ایل ایل بی جج خفیفہ و منصف عزیب گنج مقام لکھنؤ

سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۲۵ء اجلاس عدالت خفیفہ

عدالت خفیفہ منصفی عزیب گنج مقام لکھنؤ

بدھو چن سنگھ بیٹے نارائن سنگھ قوم چھتری عمر ۳۰ سال پیشہ زمینداری ساکن موضع سمری کلاں پرگنہ و تحصیل [illegible] ضلع [illegible] — مدعی

بنام

گیا پرشاد [illegible] ولد [illegible] ساکن موضع سمری کلاں پرگنہ [illegible] — مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] … [illegible]

مطلع رہو کہ اگر [illegible] حاضر نہ ہو گے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج تاریخ [illegible] اکتوبر ۱۹۲۵ء [illegible] عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم [illegible]

[illegible]



ڈاکٹر ریڈنگ = پیاری بیگم ریفارمس نا نک پلز کا اثر ان کو اپریشن باطل کر دیتا ہے میں اسے کیا کروں ؟

مسٹر پنچ = جب کو اپریشن تھا تو کیا موٹی تازی خنگی تھیں ؟ آپ کی عنایت شامل حال ہے تو کبھی چنگی نہ ہونگی ۔

پر سرا نکار مسٹر محمد علی مستعد بہ اصرار ہی نہیں بلکہ
آمادہ حرب و پیکار۔ چھیڑوں سے بیزار۔ گلا پھاڑ
پھاڑ کے کچھ کہتے ہیں مگر سنتا کون ہے۔ صدر صاحب
بحیثیت سلطنت مطلقہ صدارت حاضرین کو تابع
فرمان بنانے میں مصروف ہوئے " بار بار بیٹھ جاؤ
میں حکم دیتا ہوں بیٹھ جاؤ۔ مولانا محمد علی کی تقریر
کے بعد مولانا حسرت کی تقریر ہوگی " اسکے ساتھ
ہی تحکمانہ انداز کا یہ عالم کہ بے ساختہ حاجی بغلول
یاد آگئے۔ واللہ اللہ جریب زیتونی کی اس وقت
بہت ضرورت تھی " نہیں سنیں گے نہیں سنیں گے "
کی پکار ہوتی تو لوگوں کا خیال ہے کہ مسٹر چیئرمین
اور مسٹر محمد علی کے درشت کلمات کی وضاحت
" جاذب النفوس " ہوتی بلکہ انکاری طاقت زبان
سے اچھو ہو کے ہاتھوں میں آرہتی۔ اور تقریر کی
نوبت بھی لپاڈگی کی تصویر بن جاتی۔ لپاڈگی
کی ابتدا خواہ کسی طرف سے ہوتی مگر یہ بھی
بڑی بات خصوصاً لکھنؤ کے لیے جہاں کی [illegible]
کا نام گنواروں نے بزدلی رکھا ہے۔ وہ تو خیر
گذری کہ حاضرین میں سے اکثر سابق مسٹر حال
مولانا محمد علی صاحب کی بیماری اور [illegible]
کے راز سے واقف تھے وہ سمجھتے تھے کہ بھوک کی [illegible]
اور ریاست محمود آباد کے خوان دعوت کا اشتیاق
جو کچھ نتیجہ نہ دکھائے تھوڑا ہے دعوت کا وقت
آٹھ بجے مقرر تھا لہٰذا وہ سب

گالیاں کھا کے بدمزہ نہ ہوئے

اسکے علاوہ سیتاپور کی تقریر اور ہمدرد کی تحریریں
نے مزاج کی استقامت سے نابلد نہ رکھا۔ جلسے کے انعقاد
سے چند روز پیشتر یہاں طرح طرح کی افواہیں پھیلی ہوئی
تھیں۔ کوئی کہتا تھا کہ سیتاپور میں محمد علی صاحب
نے مذہب قبلہ سید صاحب کیا شیعوں پر زبان طعن کھولی۔
مولانا عبد الباری صاحب اور مولانا شاہ سلیمان
پھلواروی صاحب کو ناچنے اور تال دینے والوں سے
نسبت دی۔ مولانا عبد الباری کے بارے میں
کہا کہ وہ پہلے میرے مرشد تھے اب مجھے ضرورت بھی
ہے کہ میں ان کا ہادی بنوں۔ یہ بھی لوگ کہتے تھے

گذرا حضرت شاہ میناؒ کے قریب مسجد بن رہی ہے
محمد علی صاحب اس بدعت کا استیصال فرمانے
والے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ باتیں دل لبھانے والی
نہیں ہیں۔ لکھنؤ والوں نے انتقاماً صرف اتنی
سی بات پر اکتفا فرمائی کہ انکی تقریر نہیں سنی
اور ۲۰ منٹ کی چیخم چاخ رتی بھر کام نہ آئی۔
حضرت سلطان المینو سپلیٹی سمجھے تو مگر دیر کے بعد
سمجھے کہ رعایا باغی ہوگئی حکم نفاذ سے منہ موڑ چکی
وہ اٹھے محمد علی صاحب بھی ساتھ ہی چلے مگر
ہائے ہائے اس ہمدرد کا حال قابل رحم ہے
جس کا ناچ دکھانے ہمارے مسٹر محمد علی آئے
تھے۔ یہ غریب اس ہل جل میں ہمراہیوں کی
خاطر سے ڈھیلی جوتی کی طرح سے اتر گیا۔ جوتی بعد
تلاش ملی مگر بیچارہ " خفی حنین " کا قصہ یاد
کرتا ہوا پاؤں کی جگہ ہاتھوں میں جوتیاں لیے
اس خیال عقب میں چلا کہ مبادا جوتی پہننے میں
دیر لگے دعوت کا اونٹ چل دے اور صرف
دو جوتیاں کھاتے میں ملیں۔
معلوم ہوا کہ جلسے کی کارروائی تو یہیں ختم
ہوگئی مگر ابھی ذمہ بری باقی ہے۔ آئندہ وضاحت
کا انتظار فرمایئے۔

راقم ——— رپورٹر

بی دنیا اور تلاقی سجدتین

امام سیوطی نے کتاب الایضاح میں ایک فاجرہ
کی حکایت بیان کی ہے اگر ہم بی دنیا کا حال نہ
دیکھ چکے ہوتے تو شاید اس حکایت کے صدق پر
یقین نہ آتا۔ حکایت یہ ہے کہ ایک عورت سجدہ
میں تھی مگر آپ جانیے بدکار بدمعاش نماز
اور سجدے کی پروا نہیں کرتے انھیں نماز میں
بھی دل لگی سوجھتی ہے چنانچہ ایک صاحب پشت
پر سے آئے۔ وہ " اسجد واسع الساجدات " یا " رکوا
مع الساجدات " پر عمل فرمانے لگے۔ سجدہ پر
سجدہ نازل ہوا مگر اس ناگہانی بالائی سجدہ پر عورت
نے باوجود تصادم سجدتین اعتنا نہ کی اور نماز تمام
کرنے کے بعد کہنے لگی " موذی کاٹے تو اپنے دل
میں سمجھتا ہوگا کہ تیری اس بیہودگی سے اس بندی
کی نماز میں خلل پڑے گا۔ اے دور بھی ہو سوئے
تجھ ایسے لنگارے ہزار مرتبہ یوں ہی جھک مارا
کریں بندی کی نماز ایسی بودی نہیں ہے کہ ٹوٹ
جائے "

بارہا کے اتفاق السجدتین کے واقعات سننے میں
آئے قاضی نے بطلان نماز کے فتوے دیے مگر
ان کو اپریشن کے زمانہ میں نہ سجدہ حکومت سہو ہوا
نہ قومی نماز باطل ہونے پائی۔ اگر کسی [illegible]
زمیندار نے ڈنکا بھی [illegible] دور بھی ہو کر گڑے تو
اسی حسرت میں رہے گا کہ اس بندی کی نماز
میں بار دعا لگائے مگر یہاں خبر بھی نہ ہوگی کہا
اور لہنگا جھاڑ کے پھر نیت باندھ لی۔
اگرچہ بعض امین حضرات کو یہ صلاحی سجدات

ما گور ہے اور اُنھوں نے بطرزِ احسن فہمائش بھی
کی لیکن آخر جب اس سے چارہ سے علیحدہ ہونا پڑا
اور یہ کہتے ہوئے کنارہ کش ہو گئے ؎

رات دن کا یہ خلش دور ہوا خوب ہوا

مجبورات کی فہرست عدم گنجائش کے باعث آیندہ
لکھی جائے گی اور لوگ دیکھ لینگے کہ راقم الحروف نے
"ادبار الحکمۃ" - "ادبار الشریعۃ" - "ادبار الشعر" - "ادبار الرجل"
"ادبار الادب" کے نام سے جو مضمون شائع کئے ہیں
اور ان میں ان تمام چیزوں کی ادباری حالت کا
جو نقشہ کھینچا ہے وہ صحیح ہے آپ "ادبار الصحیفہ"
وا مدبلی مدنیا کے نظارے تحیری میں جسقدر غائب
ہوا ہے شاید اتنا کہیں نہیں لکھا۔

راقم

ادبار الجرائد

مولانا پنچ کی نوٹ بک

اوٹرم و لارنس

سنتے ہیں کہ لاہور میں لارنس صاحب کے بُت سے
کسی سرپھرے نے تلوار چھین لی اور کلکتہ میں
سر جیمز اوٹرم ..... کی تلوار کسی جلاد نے خود توڑ ڈالی
سچ پوچھیے تو یہ ایک حماقت ہے۔ عکس بیجان اور
غیر ذی حس پشت منہ چڑھانا کوئی دانشمندی نہیں
کچنر نے مہدی سوڈانی کی لاش قبر سے کھود کے
نکالی اور اسکی تذلیل کی تو کس نگاہ سے دیکھے گئے
فرانسیسی اب دروزی مقتولین کی لاشیں
دمشق کے دروازوں پر لٹکا رہے ہیں تو کیا
شجاعت دکھا رہے ہیں بیشک مشہور ہے مرغ
سر بریدہ ... لارنس اور اوٹرم کے
بتوں پر حملہ بھی اسی قسم کی کارروائیوں میں شامل
ہے - اور حکومت کا انھیں دوبارہ درست کرانا
بھی ویسا ہی ... عمل - کیا سنتے کہ ایک نو
تلوار کی تکمیل مدت سے شروع ہے اور پرانی
لکیر کے فقیر یعنے وضع کے پابند شعرا معشوق کے
چہرہ کو رقیبا ... اسلحہ خانہ بنائے ہوئے ہیں۔
ابرو کی شمشیر مژہ کے خنجر نگاہ کے تیر اس سلح خانے
کے سوا ڈھونڈھنے سے بھی جنگل میں نہ ملیں گے ...
مشتبہ ہو ... دوسرے اوٹرم صاحب یا لارنس صاحب
کے ہاتھ میں یہ تلوار ہے بھی تو اس سے کسی پر
رعب طاری نہیں ہوتا۔ حال کی پود میں فیصدی
پچانوے اشخاص ایسے ہیں جنھوں نے تلوار کی
صورت بھی نہیں دیکھی نہ اسکے کاٹ سے واقف ہیں
انھوں نے تو آنکھ کھول کے پستول بندوق کی صورت دیکھی ہے
ڈر کہیں تو انہیں چیزوں سے ڈرتے ہیں لہٰذا گورنمنٹ کو بھی اگر کسی
سے ڈرانا مقصود ہے تو خنجر تلوار کے عوض اب
انکے ہاتھوں میں پستول بندوق دینی چاہیے۔
مٹی کی تلوار ٹوٹی تو کیا اور نہ ٹوٹی تو کیا۔

عوض لقمۂ ضیافت

"تو مرا بہ نانے خورش کردی من تر زبانے"

سنا ہے کہ مسٹر محمد علی رفاہ عام کے جلسے میں تقریر کیا
کھا کے سیر ہوئے تو آٹھ بجے مہاراجہ صاحب بہادر محمود آباد
کے یہاں پلاؤ قورمہ پر حضرت احرار نے تشریف لیگئے
اس دعوت کی مفصل کیفیت تو ہمارے رپورٹر صاحب
غالباً آیندہ نمبر میں تحریر فرمائیں گے مگر جو سرسری اطلاع بعض
البدلین مسلم لیگ کی صدر نشینی کی صورت میں ...
کے بعد مسٹر محمد علی کی طرف سے رونما ہوا وہ ...
اور شکر اسے واللہ وہ زبان بھی عجب زبان ہے جس نے
عام جلسوں میں بھری محفلوں میں مہاراجہ صاحب
بہادر کی نسبت جذبۂ امتنان و سپاس گزاری و جوش
احسان شناسی بار بار ابھرا اگلا اور اب وہ آتی جلدی
اس مزعفر کے اثر سے جو زبانیلی شکر اور بڑھتے
ہوئے نمک سے مرکب ہو کے تیار ہوا تھا ٹھنڈی
ہو گئی۔ کبھی پہلے اس مصرعے پر عمل ہوا تھا ؎

جس کا کھاتے ہیں اسکا گاتے ہیں

ممکن ہے کہ لکھنؤ والوں کی شامت نے ۔ بے تکی کر
شوماشوری سے بدل دیا ہو یا بے اعتقادی کی ...
بھی اعتقاد شکنی کی لگنی لگی ہو - زمانہ ... الحفظ ...
بچتا ہے یار ... دنوں پہلے کی باتیں بھول جاو -
یہ گستاخیاں اگرچہ پبلک میں کی گئیں مگر تھیں
سب آپس کی باتیں - بھائی بے تکلفی اور آپ کا دل
کا ... ہی تھا کہ منہ در منہ نہیں تو پیٹھ پیچھے ہی دیا
دیں - اور فوراً دیکھتے ہی سب شکایتیں دور ہو جائیں
اس سفر میں نہ قبول صورت کی شکایت ہے نہ منزل
قیامت - دعوت کا عوض صدارت اور ... کی ...
ونا شناسی شکستگی کا باعث تو جب مولانا عبدالباری سفر سے
واپس آئیں گے اور سنیں گے کہ سیتاپور والے ... صاحب
تشریف لائے بے تکلف ٹھہرے کھانا کھایا پینے
بولے تو یہ تاک ... حسن رضا کی جو حدت ...
مریہ نے اپنی تقریر میں سپرو کی تھی اور غالباً ... اللہ
نے بھی ہماری طرح ضرور سنی ہو گی اور قبول کریں گے
حق مہمانی یہیں لیں ہے۔ طبلے کی گنگ نوبت کی گھور
دیر پا نہیں رہتی۔

ابھی یہ صلہ بخشی ناقص ہے یعنی مولانا شاہ سلیمان صاحب
پھلواروی، ڈاکٹر سیف الدین کچلو، شمس العلماء مولانا
سبط حسن صاحب تک انعام بعد دشنام کی نوبت
نہیں پہونچی ہے۔ سید جالب صاحب ایڈیٹر ہمدم بھی
انکے نزدیک کسی گنتی میں نہیں ہیں یہ انعام کچھ کم
نہیں کہ جالب مخصوص کا ... عتاب ... ہمدم ...
خدا بیا کو سلامت رکھے مسٹر محمد علی بڑے آدمی ہیں اور
بڑے آدمی جب اخلاقی اصول سے مستثنی ہوتے ہیں انکا
ہر فعل حق ہوتا ہے۔

ایران پرست مُلّایاں

ایران میں چقندر ... پیدا ہوتا ہے حکومت نے
بیرونی شکر کے مقابلے میں اپنے یہاں کے چقندر سے شکر کا
سامان کیا۔ بیرونی تاجروں کے مرچیں لگیں انھوں
نے رشوت کے لیے مولویوں کا منہ لال کر دیا
یہاں دیر ہی کیا تھی مشتبہ ہڈیوں کی بنا پر
جن کی راکھ سے شکر صاف ہوتی ہے عدم جواز
کا حکم صادر ہو گیا - چپکے کارخانہ معطل بیرونی
شکر کا استعمال جاری - حالانکہ ہڈی کے ٹھیکیدار
مسلم ہیں، مزدور مسلم ہیں ملک میں وجود کا
عام رواج ہے اور ہڈی کے اجزا شکر میں
باقی نہیں رہتے۔